سیرتِ معصومین علیہم السّلام
احسن المقال جلد اوّل
ترجمہ
منتہی الآمال
مؤلف
ثقۃ المحدثین آقائی شیخ عباس قمیؒ
ترجمہ
مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ
تصحیح
مولانا غلام رضا ناصر نجفی
ناشر
مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان
قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیرتِ معصومینؑ۔احسن المقال جلد اوّل

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ثقۃ المحدثین آقائی شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا غلام رضا ناصر نجفی

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)

سال اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔2012ء

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ہدیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون نمبرز۔ 0321-4481214,042-37314311

وتو قیر کی اور حلہ مشہد ین (کربلا و نجف) اوران کے اطراف کے لئے امان نامہ بھیجا اور جب بغداد میں آپ اتو اس نے حکم دیا کہ منادی کرائی جائے ، کہ جو شخص حلہ اور اس کے اطراف کا رہنے والا ہے وہ سلامتی کے ساتھ باہر چلا جائے ۔

اور وہ لوگ بغیر کسی تکلیف وضرر کے واپس چلے گئے، لیکن شیخ جلیل حسن بن سلیمان حلی شاگرد شہید اول نے کتاب منتخب البصائر میں تاب البشارۃ کی نسبت سید علی بن طاؤس کی طرف دی ہے، **و اللہ تعالیٰ ھو العالم** ۔عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے مقتل کا بیان ختم ہوا، اور ان کے بیٹے محمد و ابراہیم کے قتل کا بیان بھی ختم ہوا، جیسا کہ ہم نے امام حسنؑ کی اولاد کو شمار کرتے وقت وعدہ کیا تھا، مخفی نہ رہے کہ جب ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان مارا گیا اور بنی امیہ کی حکومت زوال کا شکار ہوئی تو بنی عباس اور بنی ہاشم کا ایک گروہ کہ جن میں ابوجعفر منصور اور اس کے دو بھائی سفاح اور ابراہیم بن محمد اور اس کا چچا صالح بن علی اور عبداللہ محض اور اس کے دو بیٹے محمد و ابراہیم اور اس کا بھائی محمد دیباج وغیرہ مقام ابوا میں جمع ہوئے اور انہوں نے اتفاق کیا کہ عبداللہ محض کے بیٹوں کی بیعت کریں اور ان میں سے ایک کو خلیفہ بنائیں، ان میں سے محمد بن عبداللہ کا انہوں نے انتخاب کیا کیونکہ مہدی کہتے تھے، اور خاندان رسالتؐ سے ان کے کانوں میں یہ خبر پڑی تھی کہ مہدی آل محمدؐ جو پیغمبر کا ہمنام ہوگا وہ زمین کا مالک ہوگا اور مشرق ومغرب عالم کو بعد اس کے کہ وہ ظلم وجور سے پر ہوں گے عدل وانصاف سے پر کرے گا، لہذا نہوں نے محمد کی طرف بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے اور اس کی بیعت کر لی، پس انہوں نے کسی کو بھیج کر عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادقؑ کو بلایا، عبداللہ نے کہا تم لوگ حضرت کو فضول میں بلا رہے ہو کیونکہ وہ تمہاری رائے کو درست نہیں سمجھیں گے، جب آنجناب تشریف لائے عبداللہ نے آپ کے لئے جگہ بنائی اور انہیں اپنے سامنے پاس بیٹھایا اور صورت حالات ان کے سامنے بیان کی، آپ نے فرمایا، یہ کام نہ کرو کیونکہ اگر تم محمد کی بیعت اس خیال سے کر رہے ہو کہ وہ مہدی موعود ہے تو یہ خیال غلط ہے اور یہ مہدی نہیں ہے اور یہ وقت اس کے خروج کا نہیں اور اگر یہ بیعت اس لئے ہے تا کہ خروج کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو پھر بھی محمد کی بیعت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ آپ بنی ہاشم کے ۔۔۔۔۔۔ بلکہ حسد آپ کو ان کی بیعت سے روک رہا ہے، حضرت نے سفاح کی پشت پر ہاتھ رکھا اور فرمایا، خدا کی قسم یہ بات حسد کی بناء پر نہیں بلکہ حکومت اس شخص کی اس کے بھائیوں اور ان کی اولاد کی ہوگی نہ کہ تمہاری پھر آپ نے عبداللہ محض کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا؟؟؟؟ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور عبدالعزیز بن عمران زہری کے ہاتھ کا سہارا لیا اور باہر چلے گئے اور عبدالعزیز سے فرمایا تو نے زرد چادر والے شخص یعنی منصور کو دیکھا ہے، کہنے لگا جی ہاں، فرمایا خدا کی قسم وہ عبداللہ کو قتل کرے گا، عبدالعزیز نے کہا اور محمد کو بھی قتل کرے گا؟ فرمایا ہاں! عبدالعزیز کہتا ہے کہ میں نے دل میں کہا پروردگار کعبہ کی قسم یہ بات حسد کی وجہ سے ہے لیکن میں دنیا سے نہ گیا جب تک دیکھ نہ لیا کہ وہی ہوا جو حضرت نے خبر دی تھی، خلاصہ یہ کہ حضرت کے چلے جانے کے بعد اہل مجلس منتشر ہو گئے، عبدالصمد اور منصور حضرت کے پیچھے چلے گئے جب آپؑ کے قریب پہنچے تو کہا کیا یہ واقعہ ہے جو آپ نے مجلس میں کہا ہے، آپ نے فرمایا، ہاں خدا کی قسم! یہ ان علوم میں سے ہے جو ہم تک پہنچے ہیں، بنی عباس نے حضرت کے بات پلے باندھ لی

اور اس دن سے انہوں نے حکومت سے اپنا دل وابستہ کر لیا اور اس معاملہ کی تیاری میں لگ گئے یہاں تک کہ انہوں نے حکومت حاصل کر لی۔

ہمارے شیخ مفید نے عنبسہ بن نجاد عابد سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام جب محمد بن عبداللہ بن حسن کو دیکھتے تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے پر ہو جاتیں، پھر فرماتے میری جان اس پر قربان ہو لوگ اس کے متعلق کہتے ہیں، حالانکہ یہ قتل ہو جائے گا، مولف کہتا ہے کہ اگر چہ عبداللہ کی گفتگو جو حضرت صادقؑ سے ہوئی اس سے ان کی بری رائے کا اظہار ہوتا ہے لیکن بہت سی روایات ان کی مدح میں وارد ہوئی ہیں اور اس کے بعد بیان ہوگا کہ حضرت صادقؑ ان کے بہت روئے جب انہیں مدینہ سے قید کر کے کوفہ کی طرف لے جا رہے تھے آپ نے انصار کو نفرین کی، زیادہ حزن وملال کی وجہ سے آپ کو بخار آ گیا، آپ نے عبداللہ اور ان کے اہل خانہ کو تعزیت نامہ بھیجا اور عبداللہ کو عبد صالح کے لفظ سے تعبیر کیا، ان کی سعادت کے لئے دعا فرمائی وہ تعزیت نامہ سید اوطاس نے کتاب اقبال میں نقل کیا ہے، وہاں فرمایا ہے کہ حضرت صادقؑ کا یہ خط جو عبداللہ اور ان کے خانوادہ کے لئے ہے دلالت کرتا ہے کہ یہ لوگ معذور ممدوح اور مظلوم تھے اور امام کے حق کو پہچانتے تھے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کتب میں کوئی روایت ہو کہ ان لوگوں نے حضرت کے راستے سے جدائی اختیار کی ہے تو وہ حدیث تقیہ پر محمول ہے اس وجہ سے کہ کہیں ان کے خروج کی نسبت جو نہی عن المنکر کے لئے تھا آئمہ طاہرینؑ کی طرف نہ دی جائے اور اس بات کی تائید وہ روایت کرتی ہے جسے خلاد بن عمیر کندی نے روایت کیا ہے کہ میں حضرت صادقؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں آل حسن کی کوئی خبر ہے کہ جنہیں منصور مدینہ سے لے گیا، خلاد کہتا ہے ہمیں ان کی شہادت کی خبر تو تھی لیکن ہم نے نہ چاہا کہ آپ کو ان کی مصیبت کی خبر دیں، ہم نے کہا ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا انہیں عافیت وسلامتی دے آپ نے فرمایا ان کے لئے عافیت کہاں ہوگی یہ کہہ کر آپ بلند آواز سے رونے لگے، آپ نے اتنا گریہ کیا کہ ہم بھی ان کے رونے سے رونے لگے، اس وقت فرمایا کہ میرے باپ نے جناب فاطمہ امام حسینؑ کی شہزادی سے روایت کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں نے اپنے باپ امام حسینؑ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے اے فاطمہ تیری اولاد میں سے چند افراد فرات کے کنارے قتل کئے جائیں گے کہ ما سبقھم الاولون ولم یدرکھم الآخرون کہ گزشتہ لوگ ان سے سبقت نہیں لے سکے اور آنے والے ان کے مقام کو پا نہیں سکیں گے پھر حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ فاطمہ بنت حسینؑ کی اولاد میں سے سوائے ان کے جو قید ہوئے ہیں کوئی بھی اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتا، لہذا یہی ہیں جو فرات کے کنارے شہید ہوں گے پھر سید ابن طاؤس نے چند روایت ان کی جلالت میں اور اس سلسلہ میں وارد کی ہیں کہ ان کا یہ اعتقاد نہیں تھا کہ ان کا مہدی وہی مہدی موعود ہے جو چاہے سید کی کتاب اقبال الاعمال کے اعمال محرم کی طرف رجوع کرے، خلاصہ یہ کہ محمد ابراہیم ہمیشہ خلافت کی آرزو میں زندگی بر کرتے رہے اور خروج کی تیاری کرتے رہے یہاں تک کہ ابوالعباس سفاح کی خلافت قائم ہوگئی تو یہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے پوشیدہ ہو گئے لیکن سفاح عبداللہ محض کو بزرگ سمجھتا اور ان کی بہت عزت کرتا تھا، سبط ابن جوزی کہتا ہے کہ ایک دن عبداللہ نے کہا کہ

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ دس لاکھ درہم میرے سامنے جمع ہوئے ہوں، سفاح نے کہا ابھی آپ دیکھ لیں اور حکم دیا کہ دس لاکھ درہم لائے جائیں اور وہ عبداللہ کو دے دیئے، ابوالفرج روایت کرتے ہیں کہ جب سفاح مسند خلافت پر بیٹھا تو عبداللہ اور ان کا بھائی حسن مثلث سفاح کے پاس گئے، سفاح نے انہیں عطیہ دیا اور ان کا احترام کیا اور عبداللہ کی زیادہ عزت وتکریم کی لیکن کبھی کبھی وہ عبداللہ سے پوچھتا کہ آپ کے بیٹے محمد وابراہیم کہاں ہیں اور وہ آپ کے ساتھ کیوں میرے پاس نہیں آتے، تو عبداللہ کہتا ہے کہ ان کا خلیفہ سے مخفی رہنا کسی ایسی بات کے لئے نہیں جو اس کی ناپسندیدگی کا باعث ہو ہمیشہ سفاح ان سے یہ بات کہتا اور ان کی زندگی کو ناخوشگوار کردیتا، یہاں تک کہ ایک دن کہنے لگا اے عبداللہ! تو نے اپنے بیٹوں کو چھپا رکھا ہے، یاد رکھو کہ محمد اور ابراہیم دونوں قتل کردیئے جائیں گے، جب عبداللہ نے یہ بات سنی تو حزن وملال کے عالم میں سفاح کی مجلس سے اپنے گھر واپس آگئے، حسن مثلث نے (عمدہ المطالب میں حسن کی بجائے ابراہیم عمرأن کے بھائی کا نام ہے) عبداللہ میں آثار حزن دیکھے تو پوچھا اے بھائی آپ کے حزن وملال کا کیا سبب ہے، عبداللہ نے محمد وابراہیم کے سلسلہ میں سفاح کا مطالبہ بیان کیا، حسن نے کہا اب کی مرتبہ جب سفاح ان کے متعلق سوال کرے تو اس سے کہیے کہ ان کے چچا کو ان کے حالات معلوم ہیں تاکہ میں اسے ان باتوں سے خاموش کروں، اس دفعہ جب سفاح نے عبداللہ کے بیٹوں کا ذکر چھیڑا تو عبداللہ نے کہا کہ ان کا چچا ان کے حالات سے باخبر ہے، سفاح نے توقف کیا یہاں تک کہ عبداللہ اس کے دربار سے چلے گئے، تو اس نے حسن مثلث کو بلایا اور محمد وابراہیم کے متعلق اس سے سوال کیا تو حسن نے کہا، اے امیر تجھ سے اس طرح بات کروں جیسے رعیت بادشاہ سے کرتی ہے یا اس طرح گفتگو کروں جیسے انسان اپنے چچازاد بھائی سے کرتا ہے، سفاح نے کہا اس طرح بات کرو جیسے چچازاد بھائی سے کرتے ہو کہنے لگا اے امیر مجھے بتاؤ کہ اگر خدا نے مقدر کیا ہے کہ محمد وابراہیم منصب خلافت کو پالیں گے تو کیا آپ اور تمام آسمان وزمین کی مخلوق انہیں روک سکتی ہے؟ کہنے لگا نہیں خدا کی قسم پھر کہنے لگا، اور اگر خدا نے ان کی تقدیر میں خلافت مقدر نہیں کی تو تمام اہل زمین وآسمان اگر اتفاق کرلیں تو وہ انہیں خلافت نہیں دلا سکتے، کہنے لگا نہیں خدا کی قسم حسن نے کہا پھر امیر اس بوڑھے آدمی سے کیوں اس سلسلہ میں یہ سب مطالبہ کرتا ہے اور اپنے احسان ونعمت کو اس کے لئے بدمزہ بناتا ہے، سفاح نے کہا آج کے بعد میں کبھی ان کا نام نہیں لوں گا، اور اس کے جب تک زندہ رہا پھر کبھی ان کا نام نہیں لیا اور سفاح نے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ واپس مدینہ چلے جائیں، یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ سفاح مرگیا اور کار خلافت منصور کے لئے ہموار ہوا اور منصور نے خبث طینت اور اپنی پستی فطرت کی بناء پر محمد وابراہیم کے قتل پر پختہ دلی سے ارادہ کرلیا، اور (۱۴۰ھ) ایک سو چالیس ہجری میں حج کا سفر کیا اور مدینہ کے راستہ سے واپس لوٹا، جب مدینہ پہنچا تو عبداللہ کو بلایا اور اس سے اس کے بیٹوں کے متعلق سوال کیا، عبداللہ نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں، منصور خبیث نے گالی گلوچ کی چند باتیں عبداللہ کے ساتھ کیں اور حکم دیا اسے مدینہ میں مروان کے گھر پر قید کردیا جائے اور ریاح بن عثمان کو اس کا زندان بان مقرر کیا اور عبداللہ کے بعد آل ابوطالبؑ میں سے دوسرے لوگ یکے بعد دیگرے گرفتار کرکے قید خانے میں ڈال دیئے گئے، مثل حسن، ابرہیم، ابوبکر کے جو کہ عبداللہ کے بھائی تھے اور حسن بن جعفر بن حسن مثنٰی اور سلیمان،